باب 1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

فہرست مضامین

1	حمد باری تعالیٰ	2	8	منقبت غوث المعظمؒ	31
2	نعت سرور دو عالمﷺ	3	9	پُرانوار دربارِ نظیری	32
3	پیش لفظ	4	10	شجرہ مبارکہ طریقت نسبت رسولﷺ منشور (صعودی)	33
4	مقدمہ	11			
5	تعارف۔ دربار عالیہ موہڑہ شریف	18	11	صلوٰۃ و سلام	35
6	اولیائے دربارِ عالیہ موہڑہ شریف	21	12	نسبت رسولﷺ	36
7	عرضِ مؤلف	22			

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد باری تعالیٰ ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اے خدائے پاک ۔ رحمٰن و رَحیم — مالک و خلاّق و رزّاق و کریم
الملیک و لاشریک و لامثال — بے عدیل و بے نظیر و ذوالجلال
ربِّ کائنات اَللّٰہُ الصَّمَدُ — لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ واَحَدْ
پردہ پوشِ خلق ۔ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ — صاحب غفران ۔ غَفَّارُ الذُّنُوْب
درد منداں را توئی فریاد رس — داد خواہاں را تو ہستی داد رس
ذاتِ پاکِ تو قدیم ولایزال — دائم و قائم ۔ قدیر و بے زوال
حافظ و ناصر و نگہبان و رقیب — ہر کسے محتاج را کافی حسیب
قادر و مولیٰ ۔ وکیل و کار ساز — بَرّ و توّاب و غفور و بے نیاز
حَیٌّ ، قَیُّوْمُ ، قَوِیٌّ ، وَّالْمَتِیْنُ — مستعانُ وَّ مقتدرُ ۔ غالب وَّ مُعین
تیری حمدِ پاک ۔ تعریف و ثنا — ہو نہیں سکتی بیاں اے کبریا
روزی دیتا ہے تُو ہر جاندار کو — بخشا ہے تُو شفا بیمار کو
سنتا ہے مظلوم کی فریاد تُو — کرتا ہے مغموم کو دلشاد تُو
قبضۂ قدرت میں ہر شے ہے تیرے — مالکِ کل ہے تو اے مولیٰ مرے
قدسیان و حور و ملک اور انس و جاں — سب ہیں تیرے ہی یہ عاجز بندگاں
عاجزی ہی بس تجھے منظور ہے — جو ہوا مغرور وہ مقہور ہے
کبر زیبا ہے تجھے ہی اے کبیر — ہے غنی تو اور ہم سب ہیں فقیر
قادرِ مطلق ۔ عزیز و ذوالکرام — تیری بخشش کا ہے جاری فیضِ عام
ہم گنہگاروں کی ہے جائے پناہ — اے میرے مولیٰ ! تری ہی بارگاہ
مذنب و عاصی کا ہے غفّار تُو — ہے تیرا فرمانِ حق لا تَقْنَطُوْا

(عاجز عنایت اللہ سلیمی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نعت سرور دو عالم ﷺ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه)

اے شہنشاہِ دو جہاں   اے سرورِ کون و مکاں
اے باعثِ تخلیقِ کل   بستانِ احدیت کے گل
ہادی و دانائے سُبُل   افضل نبیﷺ ۔ ختم الرُسل
بے مثل ۔ احمد مجتبےٰﷺ   یکتا ۔ محمد مصطفےٰﷺ
صَلِّ عَلٰی ۔ صَلِّ عَلٰی   **صَلِّ وَسَلِّمْ دائما**
سرتا بہ پا نورِ خدا   **شَمْسُ الضُّحٰے ۔ بَدْرُ الدُّجٰی**
اس نور سے روشن جہاں   قائم زمیں اور آسماں
تحت الثّریٰ . جوّ السمّا   جو کچھ کہ ہے پیدا ہوا
سب آپﷺ کا فیضان ہے   یہ رحمتِ رحمٰن ہے
اے رحمۃَ لِّلْعَالَمِیْنﷺ   **اے تاجدارِ مُرْسَلِیْن**
اے منبعِ فیض و عطا   اے مخزنِ جُود و سخا
محبوب و مقبولِ خدا   سردارِ جملہ انبیاءﷺ
کل اولیاء کے پیشوا   خلقت کے ہادی رہنما
مونس و انیسِ بیکساں   مشفق و شفیقِ عاصیاں
اللہ کے مختار ہو   مخلوق کے سردار ہو
داتا سخی سرکار ہو   اور رحمتِ غفّار ہو
امّت کے حامی کار ہو   دکھ درد میں غمخوار ہو
جُز آپﷺ کے اپنا نہیں   ماویٰ و ملجا ہی کہیں
تکیہ ہے عالی ذات پر   رحمت بھری برکات پر
اے شاہِ عالی السَّلام   **امّت کے والی السَّلام**
اللہ کے پیارے السَّلام   **آقا ہمارے السَّلام**

(عاجز عنایت اللہ سلیمی)

پیش لفظ

اَعُوْذُ بِااللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ o وَیَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ o وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ o یَفْقَھُوْ قَوْلِیْ o

﴿طٰہٰ: 25 تا 28﴾

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ بِحُرمَتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَصَلِّ عَلَیْہِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مالک نے اپنی رضا کی خاطر اپنے فضل وکرم سے اپنی مخلوق کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ لاکھوں اور کروڑوں درود حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر جن کے طفیل مالک نے یہ توفیق بخشی۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کلام قرآن مجید میں ہدایت فرمائی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ رَءُ وْفٌ م بِالْعِبَادِ ﴿البقرۃ: 207﴾

''لوگوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کی بندگی حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کی قربانی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے۔''

تاریخِ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ آدمؑ سے لیکر اس وقت تک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں ایسے نوری ستارے پیدا کرتا رہا ہے جنہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سب کچھ قربان کر دیا۔ ماں باپ، اولاد، بہن بھائی، وطن حتیٰ کہ اپنی جان بھی خوشی سے قربان کر دی اور اسے اپنی سعادت سمجھا۔ ایسے لوگ اللہ کی مہربانی سے نوازے گئے۔ دنیا اور آخرت میں ان کی زندگی باقی مخلوق کے لئے اسی طرح مشعل راہ بن گئی جس طرح اندھیری رات میں آسمان پر جگمگاتے ستارے مسافروں کی راہبری کرتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ایسے لوگوں کی زندگی کی روشنی میں مسافرین گم گشتہ راہ

اپنی منزل پاتے ہیں کیونکہ اس روشنی میں ہی صراطِ مستقیم روشن ہوتا ہے اور وہ اس پر چل کر سفر زندگی سلامتیِ ایمان کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ دن میں پانچ وقت اپنے اللہ سے التجا کیا کریں **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** "دکھا ہم کو سیدھی راہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو مہربان ہوا" یہ لوگ جو اس اعزاز کے مالک بنے ان میں سر فہرست نبی پاک حضرت محمد مصطفیﷺ کے وہ غلام ہیں جو اصحابِ رسولؐ کے نام سے موسوم ہیں ان کی زندگی کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ بے مثال تھے اور وہ قیامت تک کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

اسی لئے نبی پاکﷺ نے فرمایا ہے کہ "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کی روشنی میں چاہو چلو ہدایت پاؤ گے۔" چونکہ اللہ کی ہدایت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور قیامت تک یہ ہدایت اللہ کے آخری رسولﷺ کی لائی ہوئی آخری کتاب قرآن مجید اور خود حضورﷺ کے اعمال ہیں۔ اس لئے قیامت تک اللہ پر ایمان لانے والے، اس کے رسولﷺ پر قربان ہونے والے اور زندگی کو اللہ کی ہدایت یعنی قرآن پر مکمل پابندی کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان کی زندگی اندھیری رات کے مسافروں کے لئے آسمانِ ہدایت پر روشن ستاروں کا کام دیتی رہے گی۔ انہی نفوسِ قدسیہ میں غوث الامت اعلیٰ حضرت **خواجہ محمد قاسم** رحمتہ اللہ علیہ (1845ء تا 1943ء) کی ہستی وہ پیکرِ نور ہے جو ایران کے کیانی خاندان کے چشم و چراغ تھے اور بادشاہ افغانستان کابل شاہ کی اولاد سے تھے جن کے نام پر کابل شہر آباد ہے۔

آپؒ نے علم و عرفان کے حصول کے لئے پورے ہندوستان کا سفر کیا اور آپ کو زندگی کے نشیب و فراز سے گزرنا پڑا۔ جب علم و عرفان کے سمندر کو اپنے اندر سمو لیا تو اپنے مرشد کے حکم کے مطابق مری کے دُور افتادہ گھنے جنگل میں ندی کے کنارے بیٹھ کر اللہ کی مخلوق کو خالق کی طرف متوجہ کیا اور ضیا پاشیوں سے لاکھوں سینوں کو نورِ معرفت سے منور کیا اور ان کے اذہان اور قلوب کو ظنون اور تشکیک سے پاک کر کے با خدا کر دیا۔ ان میں صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں آپ کے نورانی پودے پروان چڑھ رہے ہیں اور اللہ کے نور کی مہک نسیم سحر کی طرح دل و دماغ کو مسحور و معطر کر رہی ہے اور ذکر جہر جو آپ نے قلوب کو زندہ کرنے کیلئے شروع کرایا اس کی بازگشت انگلستان اور امریکہ تک ہر شہر میں سنائی دے رہی ہے۔

زیرِ نظر کتاب آپ کے فرزند اکبر غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولیﷺ اعلیٰ حضرت جناب **پیر نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ (1880ء تا 1960ء) کی سوانح حیات ہے۔ جن کے متعلق غوث الامتؒ نے کئی بار فرمایا "مجھ سے میرا فرزند اٹھارہ منازل آگے ہے اور میری تلوار سے اس کی تلوار ساٹھ گز آگے لگتی ہے۔"

1925ء کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر تمام خلفا اور صاحبزادگان کو جمع کر کے اپنی دستار اپنے سر سے اٹھا کر اپنے اس نورِ نظر کے سر پر رکھی اور سب کو آپ کے دست پر حکماً اپنے سامنے بیعت کرایا اور ان کو سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ قبل ازیں وہ 1912ء سے پیرولی عہد کے لقب سے مقبول عام تھے۔ 1935ء میں اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمد رحمتہ اللہ علیہ سے یاغستان میں وسیع وعریض ریاست کی بادشاہت ترک کروائی اور مخلوق خدا کی خدمت پر مامور فرمایا اور فرمایا ''آپ کی پیدائش پر مجھے الہامی خوشخبری دی گئی تھی کہ یہ فرزند آپ کو انعام دیا جا رہا ہے، یہ قیوم وقت ہوگا اور مجدّد اسلام ہوگا۔''

زیرِ نظر کتاب اسی ہستی کامل کی زندگی کے حالات ہیں جس میں آپؒ کے اقوال، اعمال اور کمال کا ذکر حسب توفیق الٰہی کیا گیا ہے۔ صرف اور صرف اس خاطر کہ اللہ کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے اور مخلوق کی خدمت سب سے بڑی عبادت ہے اور سب سے بڑی خدمت خالق اور مخلوق کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنا ہے اور یہ مقصد اللہ کے بندوں کی زندگی کی آگہی اور انکی پیروی سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ یہاں یہ لکھنا کہ حضور کے اقوال کیا تھے، اعمال کیا تھے اور کمال کیا تھے اس تحریر کو خود ایک کتاب بنانا ہے جو مقصود تحریر نہیں۔ اس کتاب سے قارئین کو روشناس کرانا اور اس کے فیوض و برکات سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔ اسی لئے صرف اتنا بتانا کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولی ﷺ کی ساری زندگی اللہ کی رضا پر قربان رہی۔ نہ آپ کی کوئی خواہش تھی اور نہ کوئی تمنا۔ سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اتنا راضی ہوں، اتنا راضی کہ ایک ایک بال انکی رضا سے روشن اور منور ہو جائے۔ اس کے لئے یہی ایک طریقہ اختیار کیا کہ اللہ کی مخلوق کو گمراہی اور ظلمت کے اتھاہ سمندر سے نکال کر اسی صراطِ مستقیم پر چلا دیا جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے قرب تک لے جاتا ہے اور اس مدعا کو آپ نے خود ایک عظیم اجتماع (مجلس کبریٰ عرس نومبر 1954ء) میں بڑے خوبصورت الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا کہ لوگو! آپ سب کی خواہشیں اور تمنائیں ہیں جن کو لیکر آپ اُفتاں و خیزاں ان سنگلاخ چٹانوں اور پر خار وادیوں کو عبور کر کے بھوکے، پیاسے، آنسوؤں اور آہوں کے نذرانے لئے اس بارگاہ الٰہی میں پہنچے ہیں جو قادر مطلق وحدہ لاشریک کی بارگاہ ہے اس بارگاہ میں اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے وسیلہ سے وہ پیش کی گئی ہیں اور یقین ہے **انشاء اللہ العزیز** مالک آپ کی مرادیں پوری فرما کر آپ کو واپس کریگا۔ کیونکہ حکم ہے کہ دعا کے بعد دعا کی قبولیت پر یقین رکھو۔ پھر فرمایا ''لوگو! جس طرح آپ کی تمنائیں اور آرزوئیں ہیں اسی طرح میری بھی ایک آرزو ہے۔ صرف ایک تمنا ہے۔ جس کے لئے ساری زندگی گزار دی۔ اس کے حصول کے لئے آپ میرے ساتھ مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل پوری فرمائے۔ سنو اور غور سے سنو۔ وہ آرزو یہ ہے کہ جب محشر کا میدان ہوگا جس وقت ذات باری تعالیٰ جلوہ گر ہوگی اس کے سارے رسول اور ساری مخلوق حاضر ہوگی اس میں میں اس طرح حاضر ہوں

کہ میرے گلے میں ایک ہار ہو اور اس ہار میں آپ سب اس طرح پروئے ہوئے ہوں جس طرح موتی ہار میں جگمگا رہے ہوتے ہیں اور میرا سر اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے قدموں پر ہو۔''

اعلیٰ حضرتؒ کی اس آرزو کی قیمت وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل و دماغ نسبت رسولی ﷺ سے روشن ہوں آپؒ نے اس مقصد کے لئے ساری زندگی گذار دی۔ موہڑہ شریف جیسی دُور افتادہ، دنیا کی ہر آسائش و آرام سے محروم، سنگلاخ چٹانوں اور پر خار وادیوں کے پردوں میں چھپی ہوئی جگہ میں گذار دی اور دن رات اس ساری مخلوق کو جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیوں سے نوازنے کے لئے یہاں بھیجتا تھا ان کو علمی اور عملی طور پر خالق کی طرف متوجہ کرتے رہے اور وہ تعلیم دی جاتی رہی جس کو بھول کر لوگ گذشتہ امتوں کی طرح گمراہ ہوئے اور تفرقہ بازی میں الجھ کر مقصد حیات کو بھول گئے۔

حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اُمتِ رسول ﷺ کو انمول موتیوں سے نوازا۔ فرمایا لوگو! آدم علیہ السلام سے لیکر نبی پاک حضرت محمد مصطفے ﷺ تک ایک ہی دین ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (اللہ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں) اور اسی کی تعلیم دی جاتی رہی۔ وہ تعلیم خواہ آدم صفی اللہ کے ذریعے مالک نے عطا فرمائی یا نوح نجی اللہ کے ذریعے یا ابراہیم خلیل اللہ کے ذریعے یا موسیٰ کلیم اللہ کے ذریعے یا عیسےٰ روح اللہ کے ذریعے یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے۔ لیکن لوگوں کے نفوس کو شیطان قابو کر کے حسد کی آگ سے گمراہ کرتا رہا اور دین الٰہی بُھلا کر ان کو یہودی عیسائی کہلانے پر متفخر کرتا رہا اور جب حضور ﷺ اسی ایک دین کو زندہ کرنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا **يَا اَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تُفْلِحُوْا** ''لوگو! کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، نجات پاؤ گے۔'' تو سیاہ باطنوں نے طوفانِ بغاوت برپا کر دیا۔ حضور ﷺ اور آپؐ پر ایمان لانے والوں کو سخت تکالیف اور اذیتیں دیں۔ ان کی اس گمراہی اور ظلم کی داستان پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شیطان اور اس کے پیروکاروں کی بداعمالیوں کی داستان خون کے آنسو رُلاتی ہے۔ حضور پیر صاحبؒ نے فرمایا کہ شیطان نے اپنی کاروائی نہیں چھوڑی اُمتِ رسول ﷺ کے بھی کئی فرقے اور گروہ بنا دیئے۔ لوگ وہ حکم بھول گئے جو اللہ نے دیا تھا جس کی تعلیم غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے دی، حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ نے دی، حضرت معین الدین چشتیؒ نے دی، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے دی۔ وہ حکم الٰہی اور تعلیم یہ تھی کہ ہدایت حاصل کرنے کے لئے، باطن کو روشن کرنے کے لئے اور باطن کی سیاہی کو دور کرنے کے لئے نبی پاک حضرت محمد مصطفے ﷺ سے اس طرح قلبی نسبت پیدا کرو جس طرح بلب کا تعلق پاور ہاؤس سے ہوتا ہے کیونکہ بلب کتنا ہی قیمتی ہو اور پاور ہاؤس کتنا ہی آب و تاب سے چلتا ہو جب تک بلب کا تعلق پاور ہاؤس سے نہ ہو بلب روشن نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضور نبی پاک ﷺ سے نسبت قائم کرنے سے ہی قلب روشن ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے **يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا**

وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ ''اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔''

بلانے والا بیشک بلاتا رہے، سننے والا سنتا رہے، راستہ پر سلامتی سے چلنا اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب روشنی ہو۔ اندھیرے میں مسافر دیوار سے ٹکراتا ہے، گڑھے میں گرتا ہے، کانٹوں سے الجھتا ہے اور اس سے منزل بھی گم ہو جاتی ہے اور خود بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ حضورؒ نے فرمایا اس بات پر فخر مت کرو کہ قادری ہو، چشتی ہو، نقشبندی ہو اور سہروردی ہو بلکہ اُن رہنماؤں نے جو تعلیم دی ہے اس کو سمجھو اور اس پر چلو۔ وہ نسبت رسول ﷺ کو حاصل کرنا ہے اور اس کے حصول کے لئے اپنے آپ کو سن گیارہ ہجری میں حاضر سمجھو۔ یہی تعلیم ہے جو ہمارے مرشد ساری زندگی دیتے رہے اور اسی لئے آپ سلسلہ نسبت رسول ﷺ کے رہبر اعظم مانے گئے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ پر توکل، اس کی محبت اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی مکمل غلامی میں بسر کی جو آنے والی مخلوق کے لئے ذریعہ ہدایت ہے۔ اس مقصد کے لئے حضور کی کیا تعلیم تھی، کیا عمل تھا اور مخلوق کو کس طرح اور کیا فائدہ پہنچا اس کتاب کا متن ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ اس باخدا اور بے مثال ولی کامل کے اقوال، اعمال سے آگاہی حاصل کر کے اپنے خالق کی بندگی حاصل کر سکیں۔ اللہ اور رسول کے صحیح عاشق اور غلام بن سکیں۔ دونوں جہانوں کی مصیبتوں اور رسوائی سے بچ کر دونوں جہانوں کی خوشیاں حاصل کر سکیں اور سر خرو ہوں۔

ایسی بے مثال کتاب کے لکھنے کے لئے بے مثال انسان کی ضرورت تھی جو حضور پاک ﷺ سے نسبت رکھتا ہو اور اس نسبت پاک سے اس کے دل و دماغ روشن ہوں اور دنیا و مافیہا کی محبت اور خواہشات سے بالکل آزاد ہو رب جلیل کی محبت میں قربان اور شمعِ رسالت کا پروانہ ہو۔ اگر چہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے غلاموں اور خلفا کی تعداد لاکھوں پر مشتمل ہے مگر ایسے ہمہ صفت موصوف ہستی کی تلاش ایک مشکل کام تھا لیکن سورج کی روشنی خود سورج کا پتا دیتی ہے پھول کی مہک پھول کا مقام بتاتی ہے اسی طرح اس غرض کے لئے حضرت پیر احسن الدین صاحب جو مرکزی حکومت کے سیکریٹری خوراک رہے، چیف لینڈ کمشنر رہے، چیف سیٹلمنٹ کمشنر رہے جو اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے آئی۔ سی۔ ایس (1930ء) کے امتحان میں پورے ہندوستان میں اول آئے تھے ان کو تلاش کیا گیا۔ آپ اس دُور افتادہ جگہ پر اللہ کی رہنمائی سے پہنچے۔ وہ صرف حق کے متلاشی تھے۔ دنیا کی ہر غرض سے بے نیاز و سچے عاشق رسول اور اللہ کے خاص بندے تھے اور اسی مقصد کے لئے غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسول ﷺ اعلیٰ حضرت **پیر نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کی سچی غلامی اختیار کی تھی۔

پیر احسن الدین صاحب کی موہڑہ شریف میں حاضری کا عجیب واقعہ ہے اس لئے اختصار سے لکھا جاتا ہے تاکہ قارئین اس تحریر کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ 1951ء میں آپ کی ملاقات رئیس الخلفاء حضرت حاجی محمد سرفراز صاحب

ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل ڈھاکہ سے مشرقی پاکستان میں ایک کھانے پر ہوئی۔ حضرت حاجی صاحب نورِ علی نور تھے۔ آپکے چہرے پر نور کی شعائیں رہتیں جو اس بات کی خبر دیتی تھیں کہ آپ ایک خاص مقام کے مالک ہیں۔ کھانے کے بعد جب ہاتھ دھونے لگے تو پیر احسن الدین صاحب جو مردم شناس تھے آپ سے ملے اور کہا کہ میں جویائے حق ہوں آپ میری مدد فرمائیں۔ حاجی صاحب نے فرمایا ''میں بھی آپ کی طرح جویائے حق تھا ہر جگہ ایسے رہبر کی تلاش کی جو اللہ کی راہ بتا سکے مگر ہر جگہ سے مایوس لوٹنا پڑا آخر کار حج پر روانہ ہوا۔ بعد ازاں مدینہ پاک حاضری ہوئی۔ ریاض الجنتہ میں دو نفل پڑھ کر خوب رویا اور دعا کی الٰہی تیری بارگاہ میں دعاء قبول ہونے کی سب سے اعلیٰ جگہ یہ ہے میری التجا ہے کہ وہ رہبر بتا جو تیری راہ دکھا سکے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سامنے دیوار پر لکھا ہے ''پیر **نظیر احمد** کے پاس موہڑہ شریف جاؤ'' دوسرے دن بھی اسی طرح حکم ہوا اور تیسرے دن بھی یہی حکم ہوا۔ چنانچہ میں حضرت پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں موہڑہ شریف حاضر ہوا۔ **الحمد للہ** برسوں جس مطلب کو کہیں نہ پاسکا وہاں سے ملا۔ آپ خود وہاں چلے جائیں۔ پیر احسن الدین صاحب چھٹی لے کر موہڑہ شریف آئے اور حضرت پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پیر احسن الدین فرماتے ہیں ''جب میں حضور پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے پوچھا کس طرح آئے ہو، عرض کی جس نے پیدا کیا اس کی پہچان کے لئے۔ حضورؒ نے چند ارشادات فرمائے۔ دورانِ ارشاد مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی کیا دیکھتا ہوں کہ رسولیؐ دربار میں نبی پاک ﷺ جلوہ افروز ہیں اور صحابہ کرامؓ محوِ زیارت ہیں۔ اسی عالم میں تھا کہ حضورؒ کی آواز آئی کہ جاؤ کھانا کھاؤ۔ اُٹھ کر دوسرے کمرہ میں آیا۔ خادم دسترخوان بچھا رہا تھا لیکن مجھ پر کچھ اور ہی کیفیت طاری تھی۔ مجھے یاد آیا کہ جب میں حصار میں ڈپٹی کمشنر تھا تو میں ایک مجذوب کے پاس گیا اس نے کہا احسن الدین جگہ جگہ نہ پھر و جب تمہاری عمر بیالیس سال ہو گی تو تمہاری ملاقات ولیوں کے بادشاہ سے ہو گی، اس کا ثبوت یہ ہو گا کہ تم کو رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا دیدار ہو گا۔ میں نے اپنی عمر کا حساب لگایا تو پورے بیالیس سال تھی۔ فوراً دربار میں حاضر ہو کر بیعت حاصل کی اور اس کے بعد حاضری سے فیض یاب ہوتا رہا۔''

پیر احسن الدین صاحب کے اس مختصر تعارف سے یہ بات سمجھنا آسان ہے کہ اس کار خیر کے لئے ان کی شخصیت کتنی اہم تھی۔ چنانچہ یہ کام ان کے سپرد ہوا جس کو انہوں نے بڑی خوشی اور جانفشانی سے کرنا شروع کیا مگر وہ تکمیل سے پہلے 1980ء میں واصل بحق ہو گئے۔

پھر وہی تلاش مردِ مومن، عاشقِ رسول ﷺ، دنیا سے بے نیاز لیکن علم و عمل کی دولت سے مالا مال شخص کی ضرورت پڑی۔ ہر طرف نظر دوڑانے کے بعد زینت الاصفیاء خلیفہ محمد رشید صاحب سابق ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل کا انتخاب ہوا۔ آپ کے بغیر کوئی اس بوجھ کو اُٹھانے کے قابل نظر نہ آیا کیونکہ آپ اعلیٰ حضرت کی تعلیم اور نظر عنائت سے ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے جو اللہ کی بندگی اور عشقِ رسول ﷺ کا خاص مقام ہے، جہاں سارے پردے اٹھ جاتے ہیں،

علم ہی علم ہوتا ہے اور وہ علم جو عشقِ رسولﷺ سے مہک رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ خدمت عظمیٰ 1982ء میں جناب صوفی محمد رشید صاحب کے سپرد ہوئی۔ انہوں نے بڑی خوشی سے یہ سعادت قبول کی۔ اپنی انتھک محنت سے انہوں نے تالیف کتاب سے پہلے ہر ذریعہ سے مواد جمع کیا۔ حضرت پیر احسن الدین صاحب کی تحریر سے، حضرت حاجی پیر محمد سرفراز خان صاحب کی تحریر سے اور خود اپنی یادداشتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اُمتِ رسولﷺ کی وہ خدمت کی جو بے مثال ہے۔ اس کا اندازہ وہی شخص لگا سکتا ہے جو دل کو صاف کر کے اللہ کی بندگی اور عشقِ رسولﷺ حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کریگا۔ ایسا شخص خود محسوس کریگا کہ ظلمات کے پردے اٹھتے جا رہے ہیں اور نوری شعاؤں سے دل و دماغ روشن ہو رہے ہیں۔ کیونکہ یہ سوانح حیات اس مردِ مومن کی ہے جس نے لاکھوں انسانوں کو ضیائے ربانی سے منور کیا اور نسبت رسولیﷺ سے بھٹکی ہوئی امت کو آشنا کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے موجودہ صدی میں رہبر اعظم طریقت نسبت رسولیﷺ ہیں۔

اس کتاب کے اختتام پر کچھ باتیں جناب صوفی صاحب نے میرے متعلق بھی لکھ دی ہیں۔ باوجود میرے اصرار کے کہ میرے متعلق کچھ نہ لکھا جائے، لیکن صوفی صاحب کا اصرار تھا کہ آنے والی مخلوق کا موہڑہ شریف سے تعارف ضروری ہے۔ میرا اصرار اب بھی یہی ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں اور جو کچھ ہوں اپنے مرشد کامل غوث المعظم رہبر اعظم نسبت رسولیﷺ اعلیٰ حضرت جناب پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کی نظر عنائت سے ہوں اور ان کی خاک پا ہوں۔ بقول علامہ اقبال

اگر سیاہ دلم ، داغِ لالہ زارِ توام
وگر کشادہ جبینم ، گلِ بہارِ توام

آپ کی نظر عنائت اور مہربانیوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں سوائے اس کے

جزاک اللہ کہ چشمم باز کر دی
مرا بہ جانِ جہاں ہمراز کر دی

خادم طریقت نسبت رسولیﷺ

ہارون الرشید

عاجز مسکین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور بزرگانِ دین کے حالات اور متعلقہ تاریخی واقعات پر مبنی کئی تصنیفات شائع ہو چکی ہیں جن کا مطالعہ مسلمانوں کیلئے سبق آموز اور راہِ ہدایت کا ذریعہ ہے۔ اسی سلسلے کی ایک اعلیٰ اور نادر کتاب زیرِنظر ہے۔

نسبت رسول ﷺ

سوانح حیات، تعلیمات و کرامات

غوث المعظم رہبرِ اعظم طریقت نسبت رسول ﷺ

الحاج اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ

المعروف بہ سرکارِ موہڑوی

یہ کتاب زینت الاصفیاء الحاج صوفی میاں محمد رشید صاحب سابق ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل حکومت پاکستان کی تالیف کردہ ہے۔

اس عاجز کو فخر ہے کہ موہڑہ شریف کے عرس شریف ماہ جولائی 1952ء میں صوفی میاں محمد رشید صاحب نے جو اس عاجز کے برادرِ نسبتی بھی ہیں غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** ؒ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔ اعلیٰ حضرتؒ نے بیعت فرمایا اور خلافت سے بھی نوازا۔ **الحمد لله۔**

اس وقت سے لیکر آج تک میرا قلبی تعلق طریقت نسبت رسول ﷺ سے قائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس گرانقدر کتاب کے متعلق اپنی گذارشات اور تاثرات کے اظہار کا موقع ملا ہے مگر مجھے پورا پورا احساس ہے کہ میں کماحقہٗ اس سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ اس خوشگوار کام کے لئے موزوں ترین شخصیت میرے والد بزرگوار جناب شمس ا **لخلفاء** ڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی صاحب تھے جو اب ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ایک طویل عرصہ اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں گزارا اور ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

جناب ڈاکٹر صاحب اوائل جوانی سے سلسلۂ قادریہ سے منسلک تھے اور ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا بیٹا (یہ عاجز) اور ان کا داماد (مؤلفِ کتاب صوفی میاں محمد رشید) دونوں طریقتِ نسبت رسولیﷺ میں منسلک ہو گئے ہیں تو اپریل 1954ء میں اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں خود حاضر ہوئے۔ مختصر ملاقات ہوئی اور اعلیٰ حضرتؒ کے دستِ مبارک پر سلسلۂ طریقت نسبت رسولیﷺ میں بیعت ہو گئے۔ اس وقت اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا کہ ایک یونیورسٹی کا گریجوئیٹ دوسری یونیورسٹی کا بھی گریجوئیٹ متصور ہوتا ہے۔ اس پہلی حاضری میں ہی ڈاکٹر صاحب کی دستار بندی کی اور خلافت عطا فرمائی۔

اگلے سال نومبر 1955ء کے عرس شریف کے موقع پر جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنی مشہور منقبت

''چیڑاں والا پیر قطب زمانے دا کامل مرد فقیر قطب زمانے دا　　موہڑے والا پیر قطب زمانے دا''

بڑی رقت آمیز آواز میں مجلسِ کبریٰ میں پیش کی۔ حاضرین پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ مریدین کی طرف سے زبردست تقاضا ہوا کہ اسے طبع کر کے تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرتؒ کے فرمان کے مطابق اسے طبع کروا کر تقسیم کیا گیا۔ یہ منقبت آج تک ہر عرس شریف کی مجلسِ کبریٰ میں پڑھی جاتی ہے اور اصحابِ طریقت ذوق وشوق سے سنتے ہیں۔

اسی موقع پر اعلیٰ حضرتؒ نے خیال ظاہر کیا کہ موہڑہ شریف کی مجالس میں جو شجرہ شریف پڑھا جاتا ہے وہ فارسی زبان میں ہے۔ فارسی زبان کا شجرہ اس طرح شروع ہوتا ہے:

یا الٰہی خستہ حالم رحم کن برحالِ ما
اِتکا دارم بفضلت نیست جُز تو دال ما
الیٰ آخرہٖ

فرمایا کہ ہمارے عرس شریف کی مجلس میں حاضرین کی کثیر تعداد پنجابی اور پٹھان لوگوں کی ہوتی ہے مناسب ہے کہ ہمارا شجرہ شریف پنجابی زبان میں پڑھا جائے۔ چنانچہ آئندہ عرس شریف (نومبر 1956ء) کے موقع پر جناب ڈاکٹر سلیمی صاحب نے پنجابی زبان میں شجرہ شریف

''لکھ شکر بخشنہار داستار داغفاردا　　رب مالک ومختاردا　　خلقت دے پالنھاردا''

الیٰ آخرہٖ

لکھا اور اپنی رقت انگیز آواز میں پڑھا۔ جس سے مجلسِ کبریٰ میں ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

یہ دونوں شجرہ شریف کتاب ہذا کے باب نمبر 11 (گلہائے عقیدت) میں درج کئے گئے ہیں۔

اعلیٰ حضرتؒ بہت خوش ہوئے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کو شمس الخلفاء کا خطاب عطا فرمایا اور جانماز عطا کرتے ہوئے فرمایا ''سلیمی صاحب! پہلے آپ کو تاج عطا کیا گیا اب ضلع شیخوپورہ کا تاج اور تخت آپ کے حوالے کیا جاتا ہے۔'' اس فرمان کے آثار میں نے خود ملاحظہ کئے ہیں۔ تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

الحمد لله کہ اس وقت سے لیکر آج تک موہڑہ شریف کی تمام مجالسِ کبریٰ میں یہی پنجابی شجرہ شریف جاری وساری ہے۔

ڈاکٹر سلیمی صاحب ایک بلند پایہ خطیب، شاعر اور مفکر تھے۔ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی زبانوں پر کامل عبور حاصل تھا۔ دینی، معاشرتی اور اخلاقی موضوعات پر کئی مفید مضامین اور کتب کے مصنف تھے۔ اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں رہ کر مختلف مناقب فی المدح الشیخ الطریقت لکھے اور پیش کئے۔ موہڑہ شریف کے شجرات بزبان اردو نظم (عروجی ونزولی) اور بزبان پنجابی نظم (عروجی ونزولی) لکھے اور پیش کئے۔ جب انہوں نے شجرہ شریف نزولی (بزبان اردو نظم) لکھا اور اس کا مسودہ اشاعت سے پہلے منظوری کے لئے اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں پیش کیا تو اعلیٰ حضرتؒ نے شجرہ شریف کے آخری مخمس بند میں اپنے بڑے صاحبزادہ پیر گل بادشاہ کا نام بطور ولی عہد پڑھا تو اپنے دستِ مبارک سے یہ نام قلم زد کر دیا۔ یہ تصحیح شدہ مسودہ اب بھی محفوظ ہے۔

''معروضاتِ سلیمی'' کے نام سے نعتیہ کلام کا ایک بے مثال مجموعہ شائع کیا اور روضۂ رسول اکرمﷺ پر حاضر ہو کر مواجہ شریف میں بروز جمعة المبارک پیش کیا اور مدینہ شریف میں اہل شوق حضرات میں مفت تقسیم کیا۔

جناب ڈاکٹر سلیمی صاحب بیعت ہونے کے بعد موہڑہ شریف کے ہر عرس شریف میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے اور عرس شریف کے علاوہ بھی کئی مواقع پر حاضر ہوتے رہتے اور کئی کئی دن اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر رہتے۔ صوفی میاں محمد رشید صاحب کو سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتے۔

جولائی 1960ء میں اعلیٰ حضرتؒ کے وصال کے بعد چہلم شریف کے موقع پر ڈاکٹر سلیمی صاحب نے اعلیٰ اور ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ باوجود چند مخالفتوں کے حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب مدّظلہ العالی کی دستار بندی بطور سجادہ نشین دربار عالیہ موہڑہ شریف خوش اسلوبی سے طے پائی۔

جناب ڈاکٹر صاحب اپنی حیات کے آخری لمحوں تک حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب مدّظلّہ العالی کے بدل وجان خدمت گزار رہے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مندرجہ بالا واقعات اور حالات اس لئے بیان کئے گئے کہ اس عظیم کتاب کے متعلق اور اعلیٰ حضرتؒ کے جاری کردہ سلسلۂ طریقت نسبت رسولﷺ کے متعلق اپنے خیالات و تاثرات پیش کرنے کے لئے مناسب ترین شخصیت شمس الخلفاءڈاکٹر عنایت اللہ سلیمی صاحب کی تھی لیکن اب ان کی عدم موجودگی میں یہ ادنیٰ خادم اس خدمت کو بجالانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔

اس عظیم کتاب کے دو پہلو ہیں۔ ایک حصہ تو اعلیٰ حضرتؒ اور ان کے والد بزرگوار غوث الامتؒ خواجہ محمد قاسم المعروف بابا جیؒ کے حالاتِ زندگی اور متعلقہ تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔ان حضرات کے زندگی کے حالات اور واقعات نہایت ہی دلچسپ اور سبق آموز پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔کتاب کا بہت سا مواد تو اعلیٰ حضرتؒ کی اپنی تحریروں میں محفوظ تھا۔اسکے علاوہ مؤلف تقریباً نو سال اعلیٰ حضرتؒ کی خدمت میں حاضری دیتا رہا اور بعد میں کئی سال کی محنت اور تحقیق سے تمام تاریخی مواد اکٹھا کر کے اس کتاب میں شامل کیا ہے۔اس لئے یہ تمام حالات اور واقعات صداقت پر مبنی اور مستند ہیں۔

اس کتاب کے دوسرے حصے میں اعلیٰ حضرتؒ کے مکتوبات ،خطبات ،ملفوظات اور کرامات جمع کئے گئے ہیں جن کا مرکزی موضوع طریقت نسبت رسولﷺ کے متعلق ہے جو کہ اعلیٰ حضرتؒ کی دینی تبلیغ اور تعلیمات کا سرچشمہ ہیں۔اس لئے کتاب کا یہ حصہ پہلے حصہ سے کئی گنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔مؤلف نے ایک طویل عرصہ اس حصہ کے مواد کی تحقیق اور تفتیش پر صرف کیا ہے۔زیادہ مواد تو وہ ہے جو مؤلف نے ذاتی طور پر اعلیٰ حضرتؒ کے فرمودات وقتاً فوقتاً تحریری طور پر محفوظ کیا۔اس کے علاوہ دیگر معتقدین سے بھی تحریری طور پر محفوظ کردہ مواد حاصل کیا جسے کتاب ہذا میں شامل کیا ہے۔اسطرح ایک نادر، جامع اور مستند ذخیرۂ ہدایت موجودہ زمانہ کے لئے پیش کیا ہے۔

اعلیٰ حضرتؒ کے فرمودات اور ملفوظات کی اہمیت کا اندازہ لگانے اور آپؒ کی تعلیماتِ دینی، تبلیغ اور طریقت نسبت رسولﷺ سے مکمل طور پر استفادہ کرنے کیلئے چند بنیادی باتوں کا واضح کرنا ضروری ہے۔اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا ''ایک مسلمان مردِ حق اور مردِ مومن کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اپنی زندگی واصل بحق اور مخلوق کی خدمت میں گزار دے۔''اس اعلیٰ مگر مشکل مقام پر پہنچنے کے لئے کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔اوّل تو یہ کہ ایک صحیح انسان بننا لازمی ہے، چاہے کسی بھی عقیدہ بلکہ کسی بھی مذہب سے تعلق ہو۔یہ مقام حاصل کرنے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے ''سچائی، ایمانداری اور خوش اخلاقی''۔حضور نبی کریمﷺ قبل از بعثت (وحی نازل ہونے سے پہلے) ان تینوں اوصاف کے بدرجۂ اتم مالک تھے۔آپﷺ ہمیشہ سچ بولتے اس لئے ''صادق'' کہلائے۔آپﷺ تمام معاملات ایمانداری سے

نبھاتے تو ''امین'' کا لقب پایا۔ آپﷺ کی خوش اخلاقی کے اپنے اور غیر سب معترف تھے۔ اعلیٰ خوش اخلاقی کا عالم تو یہ تھا کہ جب ایک کافر بڑھیا جو روزانہ آپﷺ کے راستہ میں کانٹے اور غلاظت پھینکتی تھی ایک دن علالت کی وجہ سے یہ حرکت نہ کر سکی تو آپﷺ اس کی عیادت کے لئے خود تشریف لے گئے۔

سچائی ، ایمانداری اور خوش اخلاقی کے مرحلہ سے آگے پیش رفت کے لئے ایک مسلمان مردِ حق اور مردِ مومن کی زندگی کے چار بنیادی ستون یہ ہیں۔ صحیح اور درست اعتقادات، صحیح اور درست عبادات، صحیح اور درست اخلاقیات اور صحیح اور درست معاملات۔ یہاں ''صحیح اور درست'' کا مطلب ہے احکامِ خداوندی اور سنتِ رسول اکرمﷺ کی مکمل پیروی کرے۔ کیونکہ جس طرح اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے لازمی ہے کہ رسول خداﷺ سے محبت کرے۔ اسی طرح احکام خداوندی جو کہ قرآن حکیم کے ذریعے حاصل ہوئے ہیں ان کی پیروی بھی سنت رسولﷺ کی پیروی سے ہے۔ کیونکہ سنت رسولﷺ احکام قرآنی کا عملی نمونہ ہے۔ جب مندرجہ بالا چار اوصاف اور صلاحیتیں موجود ہوں تو ایک مسلمان مردِ حق کیلئے اَوج اور ترقی کی تمام راہیں کھل جاتی ہیں۔

حضور اکرمﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورﷺ کی نگاہِ فیض رساں نے نئے انسان تخلیق کئے۔ جو قرآنی فرمان

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ﴿الاعراف:157﴾

کے مصداق قرار پائے۔ بظاہر انسان تو وہی تھے مگر حضورﷺ کے طفیل ان کے عقائد ، عزائم ، خیالات ، محسوسات ، مقاصد اور طور طریقے سب بدل گئے۔ آپﷺ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار ایسے قدسی انسان (Super men) پیدا کئے جو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور حضور نبی کریمﷺ کے دل و جان سے فدائی تھے اور وہ حجۃالوداع کے موقع پر حاضر تھے۔

انسان سازی کا یہ عدیم المثال معجزہ چند ہی سالوں میں نمودار ہو گیا۔ کوئی صدیق اکبرؓ بنا، کوئی فاروق اعظمؓ بنا، کوئی عثمان غنیؓ ہوا تو کوئی علی مرتضیٰؓ۔ کسی نے سیف اللہ کا لقب پایا اور فنِ حرب کا عظیم ترین ماہر بنا، کوئی بہترین منتظم، کوئی بہترین سیاست دان، کوئی بہترین سفیر، غرضیکہ وہ سب روشنی کے مینار ثابت ہوئے ، بے مثال فتوحات حاصل کیں اور فلاحی حکومتیں قائم کیں۔

یہ عالمِ انسانیت کا سب سے بڑا انقلاب ہے جس کے اثرات دائمی ہیں۔ علم کے دروازے کھلے، سائنسی اور تحقیقی دور کا آغاز ہوا۔ توہم پرستی کا خاتمہ ہوا۔ انسان اپنا مقام پہچاننے لگا۔ خدائے واحد کے ساتھ اس کا تعلق قائم ہوا تو اس پر اپنی حقیقت کھلی۔ مثالی معاشرہ قائم ہوا اور مثالی فلاحی اسلامی مملکتیں قائم ہوئیں۔ ملتِ اسلامیہ کی چودہ سو سال کی

تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمانوں کا تعلق خدا اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مستحکم رہا ان کی شان و شوکت قائم رہی۔ جب مسلمانوں میں اس تعلق میں کمی و کمزوری پیدا ہوئی تو پھر ذلت و خواری چھا گئی اور جب کبھی اسی تعلق کو مضبوط کیا گیا تو پھر وہی قوت عود کر آئی۔ مثال کے طور پر اسلامی تاریخ کے دو واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے:

1۔ تیرھویں صدی عیسوی میں تاتاریوں کے اسلامی ممالک پر حملے اور ان کی تباہ کاریاں اور علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی رہنمائی سے تاتاریوں نے بحیثیت مجموعی اسلام قبول کر لیا اور وہی شوکتِ اسلام کے علمبردار بن گئے۔ یہی تاتاری تھے جنھوں نے مشرقی یورپ میں خلافت قائم کئے رکھی۔ یہی تاتاری تھے جنھوں نے مغلوں کی شکل میں ہندوستان میں اسلام کا پرچم بلند رکھا۔ بقول علامہ اقبالؒ

ہے عیاں فتنۂ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

2۔ سولھویں صدی عیسوی میں مغل شہنشاہ اکبر کے ملحدانہ عقائد اور اس کی خلاف اسلام دین الٰہی جاری کرنے کی کاروائیوں نے جو مسلمانوں پر بد اثرات پیدا کئے ان کی مدافعت اور اصلاح کے لئے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے رفقاء اور علماء کرام نے نمایاں خدمات سرانجام دیں جس سے اہلِ اسلام کو حیاتِ نو نصیب ہوئی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں ہی مسلمانوں کی پستی انتہائی درجہ تک پہنچ چکی تھی۔ اُبھرنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس کی اصل وجہ ان کی قوتِ ایمانی کا اضمحلال تھا۔ جنگِ عظیم نے مسلمانوں پر اِدبار کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے پر تل گئی تھیں۔ اس زبوں حالی کا واحد علاج قوتِ ایمانی اور اسلامی جذبات کو ابھارنے میں مضمر ہے تاکہ مسلمان خدا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانیں اور ان کے احکام کے سامنے سرنگوں ہو جائیں۔

چنانچہ چند قومی رہنماؤں نے قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش شروع کردی۔ مولانا الطاف حسین حالؔی نے ''مدّ و جزرِ اسلام'' لکھی اور امتِ مسلمہ کو جھنجوڑا۔ علامہ اقبالؒ نے قوم کو پیغام دیا اور خوابِ غفلت سے جگایا:

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باد نرسیدی تمام بولہبی است

اور

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

1920ء کے بعد اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** ؒ نے اپنی تمام تر صلاحیتیں مسلمانوں کی خدمت اور ہدایت میں صرف کر دیں اور طریقت نسبت رسولﷺ کو اس کارِ عظیم کا ذریعہ بنایا۔ قرآن کریم کی ہدایت اور نسبت رسولﷺ کی پیروی کر کے ایک مردِ مومن کو اپنی زندگی واصل بحق کرنے اور خلق خدا کی خدمت میں گزارنے کا عملی راستہ بتایا۔ اعلیٰ حضرتؒ نے اپنے فرمودات اور ملفوظات میں نہایت سادہ اور موثر الفاظ میں ایک مومن کا مقصدِ حیات، راہ طریقت نسبت رسولﷺ پر گامزن ہونے کا صحیح طریقہ، اس راہ کے مراحل، ایک مردِ مومن اور مکمل انسان کی خصوصیات، خوش اخلاقی، مخلوقِ خدا کی خدمت، نسبت رسولﷺ کی تشریح اور اس کی اہمیت وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی ہے جو اس کتاب میں شامل ہیں۔

کتابِ ہذا میں جناب حضرت پیر **ہارون الرشید** مدّ ظلّہ العالی سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کے حالاتِ زندگی اور ان کی دربار عالیہ موہڑہ شریف کے لئے اعلیٰ اور نمایاں خدمات اور مخلوق خدا کی ہدایت اور بہتری کیلئے کارناموں کا بھی ذکر ہے۔ جناب سجادہ نشین صاحب کے چند خطبات جو عرس شریف کی مجالس کبریٰ میں ارشاد فرمائے ہیں ان کو بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ ان خطبات سے واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت غوث المعظمؒ کی تعلیماتِ طریقت نسبت رسولﷺ کو احسن طریقہ سے جاری رکھا ہے۔ **الحمد للہ** اس باب کے شامل کرنے سے اس کتاب کی افادیت میں گرانقدر اضافہ ہوا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف زینت الاصفیا صوفی میاں محمد رشید صاحب نے یہ کتاب لکھ کر دربارِ عالیہ کے مریدین اور عقیدت مندان کے لئے خصوصاً اور مسلمانانِ عالم کے لئے عموماً ایک گرانقدر خدمت انجام دی ہے۔ کئی سال کی مسلسل محنت اور تحقیق کے بعد اس مواد کو جمع کیا ہے اور پھر اس کتاب کی صورت میں ایک مستند اور انمول ذخیرہ پیش کیا ہے۔

یہ کتاب سادہ اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہے تا کہ متوسط درجہ کا تعلیم یافتہ نوجوان بھی سمجھ سکے اور اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس کے مختلف حصے، ابواب اور تمام مضامین کو موثر پیرایہ میں پیش کیا گیا ہے۔ صوفی میاں محمد رشید نے اس کتاب کے ذریعے تمام اہلِ اسلام کو نسبت رسولﷺ اختیار کرنے اور اس پر قائم رہنے کے لئے شمعِ ہدایت روشن کی ہے جسے وہ عصر حاضر کی ایک اہم ترین ضرورت سمجھتے ہیں اور اسے ملتِ اسلامیہ کی اکیسویں صدی عیسوی میں کامیابی کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ وہ اس عظیم کارنامے پر دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلِ عظیم سے ان کی اس سعیِ جمیل کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خادم دربار عالیہ موہڑہ شریف
کموڈور (ر) سلام باری سلیمی۔ پاکستان نیوی۔ سابق سفیر پاکستان
مکان نمبر 66۔ اسٹریٹ نمبر 4۔ سیکٹر I-8/1 اسلام آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تعارف

دربارِ عالیہ موہڑہ شریف

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

چہ حسنت آنکہ دارم رُخت را صد نظر بینم
ہنوزم آرزو باشد کہ یک بارے دگر بینم

دربارِ عالیہ موہڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں کوہ مری کے قریب واقع ہے۔ راولپنڈی سے بذریعہ لاری یا کار مری جائیں تو سنی بینک کے مقام پر اتر کر براستہ کلڈنہ قریباً چار میل کے پہاڑی راستہ کے نشیب و فراز طے کر کے دربار شریف میں پہنچ جاتے ہیں اور اگر سنی بینک سے آگے کلڈنہ اور جھیکا گلی تک چل کر کشمیری بازار کے راستہ سے تھوڑا آگے جائیں تو پیر **ہارون الرشید** روڈ بائیں طرف جنگل میں اترتی ہے اور موڑ پر دربار موہڑہ شریف کا بورڈ نصب ہے۔ یہاں سے تقریباً پانچ کلومیٹر کی ڈھلوان طے کر کے منزلِ مقصود تک رسائی ہوسکتی ہے۔ "**موہڑہ**" مختصر سی آبادی کے گاؤں کو کہتے ہیں لیکن اللہ والوں کی برکت سے یہ چھوٹا سا گاؤں یمن وسعادت کا مرکز بنا ہوا ہے اور موہڑہ شریف کہلاتا ہے۔

سرسبز پہاڑوں میں اللہ والوں کی یہ بستی آباد ہے۔ قدرتی چشمے جاری ہیں۔ قریب ہی ایک پہاڑی ندی بہہ رہی ہے۔ زائرین کے آرام وآسائش کے لئے پہاڑی مقام کی رعایت کے پیشِ نظر نہایت عمدہ ومصفا مکانات بنے ہوئے ہیں۔ لنگر جاری ہے۔ مشتاقین کے زیادہ تعداد میں حاضر ہونے پر خیمے وغیرہ بھی نصب کر دیئے جاتے ہیں۔ ہر وقت ذکر وفکر کی محفلیں لگی رہتی ہیں۔ ایک مقام "**ھُو**" ہے۔ یہ جنگل اور پہاڑ ایک گلستان وگلزار بنے ہوئے ہیں۔ یہاں پر غوث الامت حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ اور غوث المعظم الحاج پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات، زیارت گاہِ خاص وعام ہیں۔ جن کی برکت سے اللہ کریم نے موہڑہ شریف کو سرچشمہ معرفت الٰہی بنایا ہوا ہے اور جہاں پر سلسلۂ نسبت رسولی ﷺ کی دولتِ لازوال اہلِ طریقت اور طالبانِ حقیقت کو شب وروز تقسیم ہو رہی ہے۔ اِس وقت مرجع خلائق غوث الزمان اعلیٰ حضرت الحاج پیر **ہارون الرشید** صاحب مدظلہٗ العالی سجادہ نشین کا چشمہ فیض وکرم بڑی فیاضی سے جاری ہے۔ دربار کھلا ہے۔ ہر طبقے کے امیر وغریب ہر وقت دینی اور دنیاوی بخششوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اس دربارِ عالی میں قرآنِ پاک اور سنتِ مطہرہ کے احکام کے مطابق تبلیغ دین حقہ فرمائی جا رہی ہے اور

مشرّع طریق پر اصلاحِ خلق اور درستیٔ اخلاق ہو رہی ہے۔ خصوصاً نسبت رسولﷺ کے حصول کے لئے عملی تعلیم دی جاتی ہے۔

سلسلۂ عالیہ طریقت نسبت رسولﷺ کا نام اس لئے موسوم ہے کہ مرکزی اور حقیقی دائرہ یہی ہے جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا دائرہ ہے۔ باقی سب طریقوں اور سب مذاہب کو فروعاتی وجوہات پر امتیاز حاصل ہوا ہے۔ چونکہ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ فروعاتی اختلافات سے گزر کر مرکزی اور حقیقی دائرہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دائرہ پر نظر رکھتے تھے اور اسی حقیقتِ ضیائے ربانی میں رہ کر احباب کو بھی اسی دائرہ کے اثر میں رکھنا چاہتے تھے اس لئے اس حقیقت کے لحاظ اور واقعیت سے یہ سلسلہ طریقتِ نسبت رسولﷺ سے موسوم ہوا۔

حضرت پیر **نظیر احمد** صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ تمام طریقوں پر وہی تھی جو نگاہ اِس دائرہ والوں کی ان طریقوں پر ہے۔ حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کبھی کسی فرقہ سے الجھاؤ پیدا نہیں کیا'' **دستور العمل نظیری** '' خود اس کا بین ثبوت ہے چنانچہ ہر طبقۂ خیال کے لوگ حضرت پیر **نظیر احمد** صاحبؒ کا احترام کرتے تھے۔

اسی اصول پر ایک خلعت کربلائے **معلّی** سے حضرت پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کیلئے موہڑہ شریف بھیجی گئی تھی۔ ایک خلعت دربار عالیہ بغداد شریف کے سجادہ نشین صاحب نے حضرت پیر صاحبؒ کیلئے موہڑہ شریف روانہ کی تھی۔ حضرت پیر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہر چہار مذاہبِ فقہ میں ہم حضرت امام اعظمؒ کو ترجیح دیتے ہیں اور ہمارا طریقہ مقام احدیت (نورانی) ہے جس کو مرکزِ حقیقت کہا جاتا ہے جس کے نورانی دریا میں حضورﷺ کے اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نورانی مچھلیوں کی طرح تیرتے تھے اور ماسوئ اللہ کی آلائش سے پاک تھے۔ سمجھنے کے لئے اس مرکزی مقام کی مثال ایسی ہے کہ ایک پانی کے تالاب میں کوئی کنکر یا پتھر ماریں تو اس مقام سے باہر کی طرف دائروں کی صورت میں پانی کی لہریں پھیلتی جاتی ہیں مگر وہ کنکر یا پتھر اپنی جگہ پر قائم رہتا ہے اسی طرح اس طریقۂ **حقہ** نسبت رسولﷺ والے لوگ اس مرکزِ حقیقت کے مقام پر قائم ہیں اور بیرونی اثرات سے محفوظ ہیں۔ باقی تمام مذاہب اور طریقے اس مرکزی مقام پر پہنچنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن وہ بیرونی دوائر میں ہی گم ہو کر حقیقت سے دُور رہ جاتے ہیں۔

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ غوث المعظم رہبر اعظم طریقت نسبت رسولﷺ نے اپنی صحیح جانشینی کے ذمہ دارانہ منصب کے لئے اپنے پیارے بیٹے اور ایک جوہرِ قابل (مریدِ خاص) یعنی شہزادہ **ہارون الرشید صاحب** مدّ ظلہ العالیٰ کو بچپن سے ہی اپنی خاص الخاص توجہ سے علمی، عرفانی اور روحانی تربیت سے نوازا اور تعلیماتِ دینی و دنیوی سے بہرہ ور فرمایا اور آپ نے اگر ایک طرف اپنے اس نورِ نظر کو اسلامی دینیات کی علمی اور عملی تعلیم و تربیت، اعلیٰ اخلاق،

بلند نگاہ اور پاکیزہ خصائل وشمائل کی صفاتِ حمیدہ کی فضیلت بخشی تو دوسری طرف دیگر مروجہ تعلیماتِ دنیوی سے بھی محروم نہیں رہنے دیا اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آپ نے سی ایس پی (C.S.P) کے مقابلے کے امتحان میں شاندار کامیابی بھی حاصل کی۔ بلکہ قدرت کی گونا گوں نیرنگیوں کا مطالعہ کرنے کے لئے **سِیرُوا فِی الْاَرْضِ** کے قرآنی حکم کے مطابق دیگر بیرونی ممالک میں موجودہ حالاتِ زندگی اور مناظر قدرت کا ملاحظہ کرنے کا بھی اذن بخشا۔ اس طرح سے حضرت پیر صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال شریف سے پہلے ہی اپنے حقیقی نائب کا قولی، فعلی، تحریری اور تقریری وغیرہ ہر عملی طریق سے اس کا اعلان بھی فرما دیا۔

چونکہ اپنے آخری ایام میں اعلیٰ حضرتؒ .C.M.H راولپنڈی میں زیرِ علاج تھے۔ اپنی وفات سے ایک روز قبل ایک مراسلہ اپنے خلیفہ جناب محمد حسین قریشی صاحب سے تحریر کروا کر صدر پاکستان (فیلڈ مارشل ایوب خاں) کو ارسال کروا دیا جس میں چند اہم ملکی امور کے علاوہ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب کی تقرری بطور سجادہ نشین مطلع فرمائی۔ فیلڈ مارشل ایوب خاں کو خط لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ (1) وہ صدرِ مملکت تھے اور (2) ان کے آباؤ اجداد کا اس دربار عالیہ موہڑہ شریف سے تعلق بہت دیرینہ تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خاں کی والدہ صاحبہ بہت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ وہ اپنے گاؤں ''ریحانہ'' سے برہنہ پا چل کر غوث الامت حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دیتی تھیں۔ ایک دفعہ اپنے دونوں نوجوان بیٹوں (محمد ایوب خان اور سردار بہادر خان) کو باباجیؒ کی خدمت میں دعا کیلئے پیش کیا۔ غوث الامت نے فرمایا ''جاؤ! ان دونوں بیٹوں کو اللہ تعالیٰ بادشاہ بنائے گا۔'' چنانچہ وہ فرمان پورا ہوا۔ ایک صدرِ مملکت بنے اور دوسرے وزیرِ مملکت۔ چونکہ صدر صاحب اعلیٰ حضرتؒ کے علالت کے آخری ایام میں بیرونِ ملک دورے پر تھے واپسی پر انہوں نے اپنے گہرے ملال کا اظہار کرتے ہوئے مراسلے کا جواب دیا۔ جو (صفحہ نمبر 216) شامل کتاب ہے۔

چنانچہ 22 جولائی 1960ء کو حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال شریف ہوا اور 28 اگست 1960ء کو آپ کے چہلم شریف کی تقریب پر تمام خلفائے دربار شریف اور مخلص عقیدت مندوں نے بھی باتفاق رائے اور اعلیٰ حضرت جناب پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق عالی جناب پیر **ہارون الرشید** صاحب مدظلہٗ العالی کی دستار بندی کی مبارک تقریب ادا کی اور اُس وقت سے بفضلہٖ تعالیٰ آپ اس دربارِ نظیری موہڑہ شریف کی پُرعظمت و بابرکت سجادہ نشینی کے منصب اعلیٰ پر سرفراز ہیں اور ''حق **بہ حق دار رسید**'' کے مقولہ کے مطابق ماشاء اللہ آپ ہی اس منصبِ جلیلہ کے قابل ہیں۔ اللہ کریم انہیں تا دیر سلامت با کرامت رکھے اور مخلوقِ خدا ان کے فیوض و برکات سے فیضیاب ہوتی رہے۔ آمین

دربار عالیہ کے موجودہ دونوں شجرہ شریف (فارسی اور پنجابی) میں حضرت پیر ہارون الرشید صاحب مدظلہ العالی کا اسمِ مبارک 1960ء سے شامل کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اولیائے موہڑہ شریف

حضرت خواجہ **محمد قاسم**ؒ قطبِ زمن — آپؒ کے انوار سے روشن ہے اپنی انجمن
ان سے ہی سرسبز و بارونق ہے ''کیّاں کا چمن'' — نقشبندی باغ کے پھولوں میں ان سے ہے پھبن
آپ کی برکت سے جنگل بھی گلستان ہو گئے — فتنہ پردازان مر کھپ کر جہنم کو گئے
اُن کے سب فتنے ہوئے بیدار تھے جو سو گئے — آپ کے دربار کے حاسد جو تھے وہ تو گئے
آپ کے لختِ جگر ۔ نورِ نظر ۔ قلبِ منیر — حضرتِ خواجہ **نظیر احمدؒ** ہوئے زیبِ سریر
آپ نے پائی خلافت صدقۂ پیرانِؒ پیر — لے لیا بارِ امانت بحکم دستگیر
پیرِ ما حضرت نظیر احمدؒ جمالِ اولیا — آپ شانِ اولیا ہیں ۔ حال وقالِ اولیا
آپ عشقِ مصطفٰے میں ہیں کمالِ اولیا — آپ کا خوانِ کرم جود و نوالِ اولیا
صاحبِ نُورِ بصیرت ۔ مقتدائے عارفاں — سرِّ احدیت کے عالم ۔ معرفت کے رازداں
مرجعِ عالَم ہے حضرت کا مقدّس آستاں — نیک و بد ۔ ادنیٰ و اعلیٰ سب بہ در وابستگاں
حضرت **ہاروں رشید** آقائے ما عالی وقار — ہیں طریقت ۔ معرفت کی منزلوں کے شہسوار
زیبِ سجادہ ۔ نظیری سلطنت کا تاجدار — باغِ کیّاں میں ہیں نخلِ قاسمی کے برگ و بار
مرشدِ عالی سے فیض پایا آپ نے — حق شناسی کا سبق سب کو پڑھایا آپ نے
بھولے بھٹکوں کو رستہ دکھایا آپ نے — طالبوں کا ہر نیک مقصد دلایا آپ نے
آپ مقبول حضور سید الکونین ہیں — مَستنیر از نورِ غوث الثقلین ہیں
پیر و مرشد قبلۂ و کعبہ کے نور العین ہیں — نقشبندی ۔ قادری ہیں مجمع البحرین ہیں
فیضِ دربارِ معلّٰی بہرِ خاص و عام ہے — مقصدِ دربار تبلیغ صحیح اسلام ہے
اتباعِ سنت و قرآن ہمارا کام ہے — اور بخشش مغفرت اللہ کا انعام ہے

(عاجز عنایت اللہ سلیمی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مئولف

غوث المعظم رہبرِ اعظم طریقت نسبت رسولی ﷺ اعلیٰ حضرت الحاج پیر **نظیر احمد** رحمتہ اللہ علیہ کا مورخہ 22 جولائی 1960ء وصال ہوا۔ وہ عصرِ حاضر کے شریعت وطریقت کے عالمِ بے بدل، راہِ عزیمت کے رہنما اور دنیائے زہد وتقویٰ کے صاحبِ مقاماتِ عالیہ، صاحبُ الوقت، اولوالعزم ولی اللہ تھے۔ انہوں نے دین اِسلام کی خدمت میں اپنی زندگی گزار دی اور ''الفقر فخری'' ان کا طرہ امتیاز رہا۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو ہر اس شخص کے لئے جس کی چشمِ بینا ہو مالک الملک کی طرف متوجہ ہونے کا ذریعہ ہے۔

1982ء میں ایک روز اعلیٰ حضرت پیر ہارون الرشید صاحب سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف نے اس عاجز راقم الحروف کو ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کو 22 سال گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک ان کے حالاتِ زندگی اور ان کی تعلیمات کے متعلق کوئی تحریر سامنے نہیں آئی اور وابستگانِ دربار بھی اس کا تقاضا کر رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ ان کی بے مثال تعلیم زمانے کی نظروں سے اوجھل ہو رہی ہے۔ ضروری امر ہے کہ اس سلسلے میں ہم اپنا اہم فرض پورا کریں اور ایک مستند کتاب پیش کریں۔ نیز فرمایا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سمجھدار خلفا بھی جدا ہو رہے ہیں اس معاملے میں مزید تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ لہذا جو مستند معلومات مہیا ہو سکیں وہ جمع کی جائیں اور کتابی صورت میں شائع کر دی جائیں۔ اندیشہ ہے کہ یہ بے بہا خزانہ ضائع نہ ہو جائے لہذا اس کام کو پوری توجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچایا جائے۔

عاجز کو چونکہ اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا پورا احساس تھا اس لئے عرض کیا کہ اتنا اہم اور عظیم کام اکیلے اس عاجز کے بس کی بات نہیں۔ زیادہ مناسب ہوگا کہ چند مقتدر خلفا کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ وہ حضور کی رہنمائی میں یہ کام سرانجام دے سکے اور اس طرح کام کی رفتار بھی تیز ہوگی۔ مگر چند در چند وجوہ کی بنا پر ایسی کسی کمیٹی کی تشکیل ممکن نہ ہو سکی۔ چونکہ تعمیل ارشاد سے انکار نہیں تھا اس لئے مقدور بھر کوشش کی حامی بھر لی۔ اس پر فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر آپ کام شروع کر دیں، میں بھی وقتاً فوقتاً رہنمائی کرتا رہوں گا اور انشاء اللہ آپ یہ کام سرانجام دے لیں گے۔ اعلیٰ حضرتؒ کی خودنوشت سوانح حیات، انکے مکتوبات شریف اور پیر احسن الدین صاحب کے تالیف کردہ ملفوظات بھی مجھے عطا فرمائے۔

بندۂ ناچیز نے اس کام کو سرانجام دینا اپنی بہت بڑی سعادت سمجھا اور دل و جان سے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مصروف ہو گیا۔

اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہ

اس ضمن میں جو وسائل راقم الحروف کو حاصل رہے ہیں ان کا ذکر کرنا ضروری ہے:-

1۔ اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** رحمۃ اللہ علیہ کا احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے حالات زندگی دو حصوں میں قلم بند فرمائے تھے۔ ان دونوں حصوں کو سوانح حیات (حصہ اوّل، باب نمبر 3) اور سوانح حیات (حصہ دوئم، باب نمبر 4) کی صورت میں کتاب ہذا میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

2۔ اعلیٰ حضرت پیر **نظیر احمد** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں راقم الحروف کی پہلی حاضری 9 مئی 1951ء کو ہوئی۔ جب انہوں نے راقم الحروف کو سلسلۂ بیعت میں داخل فرمایا اور طریقت نسبت رسولﷺ کی تربیت کی ابتداء ہوئی۔ **الحمد للہ** یہ کاروائی راقم الحروف کی زندگی میں ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ پہلی حاضری کے موقع پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جن ارشاداتِ عالیہ سے نوازا ان سے میرے دل میں پختہ خیال پیدا ہوا کہ یہ تعلیم نہ تو مروّجہ کتابوں سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی دوسری جگہ سے میرے لئے حاصل کرنا ممکن ہے۔
لہٰذا اعلیٰ حضرتؒ کے ارشاداتِ عالیہ کو اپنی ذاتی تعلیم و تربیت (Self Education) کی خاطر حیطۂ تحریر میں لے آنا چاہیے۔ چنانچہ اس کے بعد ان کے وصال (22 جولائی 1960ء) تک راقم الحروف اپنی ہر حاضری کے موقع پر اعلیٰ حضرتؒ کے کم و بیش تمام ارشادات قلم بند کرتا رہا۔ نہ تو ارادہ تھا اور نہ ہی ذہن میں کبھی خیال آیا کہ ان نگارشات کو کتابی شکل دینا پڑے گی۔ البتہ راقم الحروف کی اس کاروائی اور کوشش سے ایک قیمتی خزانہ جمع ہو گیا۔
یوں مشکل یہ پیش آئی کہ وہ خزانہ متفرق اور منتشر اوراق کی صورت میں تھا اور کوئی ترتیب ملحوظ نہ رکھی گئی تھی۔
اب کتابی صورت میں ترتیب دینے میں دشواری پیش آئی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کا اس ناچیز پر احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اس کام کو بھی سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ ان ملفوظاتِ عالیہ کو شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔

3۔ راقم الحروف کے علاوہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چند دیگر مقتدر خلفا نے اعلیٰ حضرتؒ کے ملفوظات اپنی ذاتی تعلیم و تربیت کی خاطر قلم بند کئے تھے۔ وہ بھی حضرت پیر ہارون الرشید صاحب نے راقم الحروف کو عطا کئے۔ چنانچہ ان کے تالیف کردہ ملفوظات کو بھی شامل کتاب کیا گیا ہے۔ (ملفوظاتِ نظیریہ حصۂ دوئم)۔
البتہ کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ تکرار سے اجتناب کیا جائے۔

4۔ اعلیٰ حضرت پیر **ہارون الرشید** صاحب سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کی رہنمائی اور ہمت افزائی راقم الحروف کو ہر مرحلے پر حاصل رہی ہے جو سب سے اہم ہے اور کتاب کے مندرجات کے مستند ہونے کی واضح دلیل ہے۔

5۔ کتاب ہٰذا تالیف کرتے وقت مندرجہ ذیل امور پیش ِنظر رہے ہیں:۔

5.1۔تصوف کیا ہے؟

تصوف کے متعلق اکثر غلط فہمیاں ہیں جن کے لئے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔کئی غلط فہمیوں کا ازالہ تو کتاب ہٰذا کے مطالعہ سے انشاءاللہ ہو سکے گا البتہ ابتدائی طور پر اختصاراً یوں سمجھ لینا چاہیے کہ انسان محض بدن نہیں البتہ بدن اس کی شخصیت کا وہ حصہ ہے جو بظاہر نظر آتا ہے۔انسان کے اندر اس کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ کی روح سے پھونکی ہوئی ہے۔اس کا قلب ہے اور نفس ہے۔

اسلام کے پیش ِنظر ان جملہ پہلوؤں کی تربیت اور نگرانی ضروری ہے۔چونکہ روح کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے اسلامی لائحہ حیات روح کی نشوونما پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔روح کی خوراک اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمﷺ کی محبت، اطاعت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔شریعت کے جملہ ارکان نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ میں تعلق باللہ کو اوّلیت حاصل ہے۔روح کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرب کے بغیر چین نہیں۔اگر روح کو تسکین نہ ہو اور روح تشنہ رہے تو پھر دنیا جہان کے مادی اسباب انسان کے کسی کام نہیں آتے۔آئے دن کا مشاہدہ ہے کہ بعض لوگ جن کے پاس دولت کے انبار اور تمام مادی سہولتیں اور اسباب موجود ہوتے ہیں ان کا اندرونی کرب دیکھا نہیں جاتا۔ان کے برعکس ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جن کے ذرائع آمدنی نہایت معمولی ہوتے ہیں مگر وہ قناعت کی دولت اور راضی بر ضا کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں اور وہ خوش وخرم زندگی بسر کرتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی سے قلب میں محبت، گرمی اور توانائی پیدا ہوتی ہے۔محبت کی یہی گرمی اور توانائی قلب کی پر سکون اور اطمینان بخش زندگی ہے اور اسے قلبِ سلیم بنا دیتی ہے۔قرآن حکیم میں ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ○اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ○﴿الشعّراء :88/89﴾

یعنی روزِ آخرت میں نہ مال و دولت کام آئیں گے نہ قوم وقبیلہ، اولاد اور اَخلاف۔اگر کوئی چیز کچھ نفع دے گی تو وہ **’’قَلْبِ سَلِيْم‘‘** ہے جو ایک بندہ اپنے رب کے حضور لے کر حاضر ہو گا۔

قلبِ سلیم ہی سے صحیح سوچ اور صحیح خیال پیدا ہوتا ہے اور قلبِ سلیم سے ہی نفس امّارہ مغلوب ہو سکتا ہے اور اسی سے بدن کی صحت اور توانائی کی تربیت اور نگرانی ہو سکتی ہے۔یہ امر مسلّمہ ہے اور تمام بزرگانِ دین کا ذاتی تجربہ ہے کہ دین و دنیا کی فوز وفلاح، قلب وروح کی صحیح تربیت اور نگرانی میں پنہاں ہے۔جس کا بہترین ذریعہ اسلامی تصوف

اور سلوک کا اختیار کرنا ہے۔ چودہ سو سال کا تجربہ شاہدِ عادل ہے۔

5.2۔حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے استفسار کیا کہ تصوف کا کیا ثبوت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''**ہمہ شیرانِ جہان بستۂ ایں سلسلہ اند**'' اور فرمایا ''تصوف تو اتر تک پہنچ چکا ہے۔ تفاسیر اس سے بھری پڑی ہیں ، احادیث کی شرحیں موجود ہیں، فقہا نے اپنے فتاویٰ میں اسے بیان کیا ہے اور تاریخِ اسلام کے تمام صوفیائے کامل اس پر عمل پیرا رہے ہیں۔تصوف حقیقتاً اللہ تعالیٰ اور حضور **انورﷺ** کی مکمل فرماں برداری کا نام ہے اور یہی قربِ الٰہی (رضائے الٰہی) حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اسی سے انسانی اعمال میں اخلاص اور یقین کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔''

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب شریف میں فرماتے ہیں:-

''پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ واخرویہ آمد ومطلبے نماند کہ بما
ورائے شریعت دراں مطلبِ احتیاج افتد طریقت وحقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز
گشتہ اند ہر دو خادمِ شریعت اند''

''شریعت تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں کی کفیل ہے۔ سعادت کا کوئی شعبہ ایسا
نہیں کہ اس میں شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑتی ہو۔ صوفیا کی طریقت
وحقیقت دونوں خادمِ شریعت ہیں۔''

5.3۔تصوف چونکہ شریعت اور طریقت کا جامع ہے اس لئے شریعت وطریقت باہمی طور پر لازم وملزوم ہیں۔ جو لوگ ان کو جدا جدا سمجھتے ہیں ان کا خیال باطل ہے۔

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید (سعدیؒ)

شریعت، بیج کی مانند ہے اور طریقت اس کا ثمر۔ جب بیج نہ ہوگا تو ثمر کہاں سے آئے گا۔ عقائد اصل یعنی جڑ ہیں، اعمال صالحہ اس شجر طیب کی شاخیں ہیں اور تصوف و احسان اس کا ثمر۔ جب اصل ہی نہ ہو تو پھل کہاں سے آئے گا۔

5.4۔حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں ''ہمارا سارا طریقہ کتاب اللہ و سنت رسولﷺ کا پابند ہے۔'' نیز ''خلق پر تمام راستے بند کر دیئے گئے ہیں، بجز اس کے کہ سنتِ نبویﷺ پر چلا جائے۔''

5.5 ۔شریعت : دنیا کے اندر عالمِ خلق میں اگر انسان اپنی زندگی پاکیزگی اور اچھے طریقہ سے بمطابق احکام خداوندی برائے رضائے الٰہی گزارے تو یہ شریعت ہے۔شریعت کے مطابق کوئی عمل کرنا حق کی مرضی پر چلنا ہےاورشریعت کے خلاف کوئی عمل کرنا حق کی مرضی کے خلاف چلنا ہے۔

5.6۔طریقت: اس سے شریعت مقدم ہے۔ جوشخص شریعت سے واقف نہ ہو وہ طریقت نہیں سمجھ سکتا۔اس لئے فرائض اور واجبات جو شریعت میں ذکر کئے گئے ہیں پہلے جان لے اور شریعت کی اتباع کے ساتھ جب انسان محض رضائے الٰہی کی خاطر احکام الٰہی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے تو طریقت کے دروازہ میں قدم رکھتا ہے۔ طریقت میں داخل ہونے کے لئے بیعتِ طریقت ضروری ہے۔اس امر کی تفصیل کتاب میں درج ہے۔

5.7۔گذشتہ چھیالیس سال کے عرصہ میں جب سے یہ عاجز راقم الحروف سلسلہ طریقت نسبت رسولی ﷺ سے منسلک ہوا ہے بہت سے دوست احباب مسائلِ طریقت دریافت کرتے رہے ہیں۔ اپنی استعداد اور اپنے شیخ طریقت، رہبر اعظم طریقتِ نسبت رسولی ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ان کے سوالات کے جوابات دیتا رہا۔اکثر احباب کی تمنا تھی کہ یہ نادر تعلیمات تحریری صورت میں پیش ہونی چاہئیں لیکن یہ قبل ازیں ممکن نہ ہوسکا۔بمصداق۔

كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٍ بِاَ وْقَاتِهَا

''ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے''

6۔ 1982ء میں جب موجودہ سیّدی و مرشدی اعلیٰ حضرت پیر ہارون الرشید صاحب مدّ ظلہ العالی نے حکم دیا تو راقم الحروف نے ایک عاجزانہ ہمت اور محنت سے کام شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے توفیق عطا فرمائی۔ چنانچہ غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمدؒ المعروف بہ سرکار موہڑوی کے سوانح حیات اور ان کی تعلیمات جمع کر کے کتابِ ہذا میں شامل کئے ہیں۔ مزید برآں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ مکرم غوث الامت حضرت خواجہ محمد قاسم المعروف باباجی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے نورِ نظر اور موجودہ سجادہ نشین غوث الزماں شیر شاہ غازی حضرت پیر ہارون الرشید صاحب مدّ ظلّہ العالی کے مختصر حالاتِ زندگی بھی شامل کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ دربارِ عالیہ موہڑہ شریف کے یہ تینوں بے نظیر اولیائے کرام طریقتِ نسبت رسولی ﷺ کے عظیم رہبر ہیں۔

امید واثق ہے کہ تمام اہل شوق احباب اس کتاب کا بغور مطالعہ فرمائیں گے اور ان بزرگان کے سوانح حیات سے واقف ہوں گے اور ان کی تعلیمات طریقتِ نسبت رسولی ﷺ کو اپنے دل میں جگہ دیں گے۔خوب یاد رکھنا چاہیے

کہ طریقت محض نظریاتی تعلیم نہیں ہے بلکہ عملی تربیت حاصل کرنے کا طریقہ ہے اور اس میں ذاتی لگن اور تڑپ کا بڑا دخل ہے۔

7۔ تصوف کے متعلق بزرگان کرام نے جو کتابیں اپنے اپنے زمانے میں تحریر کی ہیں وہ عموماً فارسی اور عربی زبانوں میں لکھی گئی ہیں۔ اگر چہ ان میں سے چند کتابوں کے ترجمے اردو زبان میں بھی ہو گئے ہیں مگر ان تراجم میں بھی بہت سے مشکل اور ادق الفاظ اور تصوف کی مخصوص اصطلاحات بدستور موجود ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اکثر تعلیم یافتہ اصحاب بھی ان سے پورا استفادہ نہیں کر سکتے اور باوجود کوشش اور شوق کے اکثر مسائلِ طریقت سے وہ ناواقف رہ جاتے ہیں اور مزید الجھن محسوس کرتے ہیں۔ چونکہ اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمدؒ کی تعلیمات نہایت سادہ اور عام فہم زبان میں لکھی گئی ہیں اور ان کا معمول یہ تھا کہ وہ مسائل کو سمجھانے کے لئے موجودہ روز مرّہ زندگی کی مثالیں دیتے تھے (آپ بھاری بھرکم مسائل کو ہلکے پھلکے انداز میں بیان فرما دیتے)۔ اس لئے امید ہے کہ ان کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ لوگ بالخصوص نوجوان طبقہ فیضیاب ہو گا۔ ان کی تعلیم حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کا لطیف امتزاج ہے جس سے بہت سے مسائل میں طریقتِ نسبت رسولﷺ کا احیاء مقصود ہے جو عصر حاضر کی اشد ترین ضرورت ہے۔

8۔ مسلمان کے لئے توحید اور حضور انورﷺ کی نبوت اور رسالت پر خلوصِ دل سے ایمان لانا دین اسلام کی بنیادی شرط ہے۔ جیسا کہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** سے ثابت ہے۔ کلمہ طیبہ کے دونوں اجزاء یعنی اللہ کی توحید اور رسول اللہﷺ کی رسالت دونوں پر خلوصِ دل سے ایمان لانا ضروری ہے۔ کیونکہ کلمہ طیبہ کے یہ دونوں اجزاء لازم و ملزوم ہیں۔ جو لوگ رسولﷺ کی ذات اور رسالت پر خلوصِ دل سے ایمان نہیں رکھتے وہ اگر چہ خدا کی توحید کا عمر بھر ڈنکا بجاتے رہیں وہ حقیقتِ ایمان سے خالی رہیں گے کیونکہ ایمان وہی مقبول ہے جو حضورﷺ کی سنت اور فرمان کے مطابق ہو۔

9۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ ہر امتی سارے جہاں سے بڑھ کر آپﷺ سے محبت رکھے اور ساری دنیا کی محبوب چیزوں کو آپﷺ کی محبت کے قدموں پر قربان کر دے۔ حضورﷺ کی محبت عین ایمان ہے۔ آپﷺ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُ كُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّلَدِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَO

''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اپنی اولاد، والدین اور جمیع انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''

علامہ اقبال نے اسی کا اظہار کیا ہے:-

مغز قرآن ، جانِ ایمان ، روحِ دیں
ہست حبِّ رحمتہ لّلعٰلمین

محبت کا معیار محبوب کی مکمل اتباع اور اطاعت ہے۔قرآن کریم نے یہی معیار مقرر کیا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴿آل عمران : 31﴾

''آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا''

بلکہ مومنوں کا تو نشان ہی یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ سے اشد محبت (عشق) رکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴿البقرۃ : 165﴾

''جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے اشد محبت (عشق) رکھتے ہیں''

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت حضور انورﷺ سے عشق و محبت کا صلہ ہے۔لہذا مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور انورﷺ سے عشق و محبت پیدا کرے اور سچے دل سے ان کی اتباع اور اطاعت کرے۔ یہی نسبت رسولﷺ ہے اور یہی وہ جذبہ ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں میں جلوہ گر تھا اور گذشتہ چودہ صدیوں میں اولیاء اللہ کی زندگیوں میں بھی یہی جذبہ نظر آتا ہے۔اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس زمانہ انحطاط میں بھی ایسے اولیائے کرام موجود ہیں جو نسبت رسولﷺ کے امانت دار ہیں اور مخلوقِ خدا کو اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

10۔اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمد المعروف بہ سرکار موہڑوی رحمتہ للہ علیہ بیسویں صدی عیسوی کے ایک اولوالعزم اور صاحبِ الوقت ولی اللہ ہیں جن کی زندگی کا مشن نسبت رسولﷺ کا احیاء، ترویج اور اشاعت تھا اور کتاب ہذا میں خصوصی طور پر انہی کے سوانح حیات اور انکی تعلیمات بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔لہذا مؤلف نے کتابِ ہذا کا نام نسبت رسولﷺ رکھا ہے۔

11۔کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب کی زبان اور اسلوب بیاں سادہ اور آسان ہو اور تصوف کی بھاری بھر کم اصطلاحات نہ استعمال کی جائیں۔تا کہ ایک متوسط درجہ کا قاری بھی اس عبارت کو بخوبی سمجھ سکے۔اگر میری اس کتاب سے کچھ لوگ رہنمائی حاصل کر سکیں تو میرا مقصد حاصل ہو جائیگا۔ انشاء اللہ

12۔ اس کتاب کی تکمیل میں سیدی و مولائی حضرت پیر ہارون الرشید صاحب مدّ ظلّہ العالی سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف نے ہر مرحلہ پر میری رہنمائی فرمائی ہے۔آپ کا تحریر کردہ پیش لفظ نہایت جامع اور طریقت نسبت رسولﷺ کا تعارفی خلاصہ ہے۔ میں ان کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔

الحمد للہ میری والدہ محترمہؒ ایک صالحہ خاتون تھیں۔ اگرچہ میرے بچپن میں ہی ان کا انتقال ہو گیا مگر ان کا روحانی تصرف میری زندگی میں قائم رہا ہے۔ والد بزرگوار الحاج میاں محمد اسمٰعیلؒ نے باوجود کئی مشکلات کے میری دینی اور دنیاوی تعلیم پر خصوصی توجہ فرمائی۔ وہ دونوں جزائے خیر کے حقدار ہیں جن کے لئے میری دعا ہے: **رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيۡ صَغِيۡرًا.**

اس کتاب کی تکمیل میں میرے پیارے لختِ جگر بریگیڈیر محمد اسعد (پاکستان آرمی) نے خصوصی طور پر میری ہر طرح سے خدمت کی ہے اور مجھے ایسا ماحول فراہم کیا کہ مجھے یکسوئی حاصل رہی اور یہ اہم کام سرانجام پذیر ہوا۔ میں اس کی دین و دنیا کی اعلیٰ ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔

میرے دوسرے بچوں خصوصاً محمد ارشد، کرنل محمد احمد راشد، بشارت نعیم، نازیہ، نبیلہ، رفعت جمشید، ڈاکٹر فرحت رشید اور شاہد مسعود نے بھی میری متواتر حوصلہ افزائی کی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں اپنی مرحومہ رفیقہ حیات مسماۃ حمیدہ بیگم صاحبہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے اپنی مسلسل علالت کے باوجود اِس کام میں میری ہر طرح امداد کی بلکہ اس کتاب کی تالیف کی ابتدائی محرک وہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے۔

کموڈور سلیمی صاحب اس کتاب کی ترتیب و تکمیل میں متواتر دلچسپی لیتے رہے ہیں۔ جس کا اظہار اُنکے تحریر کردہ مقدمہ کتاب سے ظاہر ہے۔ میں ان کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

میرے شکریہ کے مستحق قاری محمد حنیف سینئر ایگزیکٹو انجینئر، سیمنز پاکستان انجینئرنگ کمپنی لمیٹڈ اور ان کے فرزند طاہر رحمانی ہیں جنہوں نے اس کتاب کے مسودے کو کمپیوٹرائز کیا اور اس کی طباعت اور جلد بندی میں خصوصی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی و کوشش کو قبول فرمائے اور ان کو اجر جلیل عطا فرمائے۔

میں صوفی خورشید احمد صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے ڈرافٹ پڑھنے اور درست کرانے میں میری معاونت کی۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس عاجز کو یہ کتاب تالیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جو ہدیۂ ناظرین ہے۔ مؤلف کا قطعی ارادہ ہے کہ اس کتاب سے حاصل شدہ جملہ آمدنی اسی کی نشر و اشاعت میں صرف کی جائے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے بطور صدقہ جاریہ قائم رکھے۔ آمین

13۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ مؤلف کے لئے بھی دعائے خیر کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے، ایمان پر خاتمہ نصیب ہو اور اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب اور حشر کی رسوائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وِلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ
وَصَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ
وَصَحۡبِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ اَجۡمَعِیۡن. بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِیۡن

عاجز صوفی میاں محمد رشید
سابق ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل۔ حکومت پاکستان
18۔ سی آفیسرز کالونی۔ غازی روڈ۔ لاہور کینٹ

☆

بَلَغَ الۡعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتۡ جَمِیۡعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ

☆

یَا اَکۡرَمَ الۡخَلۡقِ مَا لِیۡ مَنۡ اَلُوۡذُبِہٖ
سِوَاکَ عِنۡدَ حُلُوۡلِ الۡحَادِثِ الۡعَمَمٖ
مَوۡلَایَ صَلِّ وَسَلِّمۡ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیۡبِکَ خَیۡرَ الۡخَلۡقِ کُلِّھِمٖ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

منقبت غوث المعظم اعلیٰ حضرت پیر نظیر احمد رحمتہ اللہ علیہ

ہر زمان پیشِ نظر روئے نظیر احمدؒ　　ہر زمان روحِ رواں سوئے نظیر احمدؒ
اللہ اللہ کششِ کوئے نظیر احمدؒ　　ہر زمان سر بتہ ابروئے نظیر احمدؒ

زندگی دامِ تمنا نظر آتی ہے مجھے
ایک زنجیر ہے کھینچے لئے جاتی ہے مجھے

برقِ ایمن اثر ایک پرِکاہ میں ہے　　بندہ ہر دم میرے آقا تیری درگاہ میں ہے
کبھی خورشید میں ہے فکر کبھی ماہ میں ہے　　طور مشعل لئے ہر ہر قدم اس راہ میں ہے

دل یہ کہتا ہے کہ ہر ذرے کو موسیٰ کر دوں
آنکھ جس کوہ پہ ڈالوں اسے سینا کر دوں

چھلکی پڑتی ہے میرے جام سے صہبائے سخن　　بادۂ صدق سے لبریز ہے مینائے سخن
آج خود محوِ تماشا ہے تماشائے سخن　　ضو فگن سینے میں ہے طور تجلائے سخن

کس کے دربار میں مصروفِ عقیدت ہوں میں
سر بسر غوطہ زنِ بحرِ محبت ہوں میں

کہ تماشائی ہے ہر دیدۂ بینا میرا　　کس کے پرتو سے پُر انوار ہے چہرہ میرا
جانے کیا دیکھتا ہے دیکھنے والا میرا　　جس کو دیکھو وہ ہے بے تابِ تماشا میرا

عشق بھی حسن ہے ایسا نظر آتا ہے مجھے
پسِ پردہ کوئی بیٹھا نظر آتا ہے مجھے

(عاجز بندہ حفیظ جالندھریؒ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پُرانوار دربارِ نظیری

محفل ہے پاک حضرت خیرالانام کی
ہیں ہر طرف صدائیں صلوٰۃ و سلام کی

دربار مرشدی میں ہے فیضانِ مصطفےٰ
خیرات بٹ رہی ہے محمدﷺ کے نام کی

مقدور بھر تمام ہی بھرتے ہیں جھولیاں
تفریق کچھ نہیں ہے یہاں خاص و عام کی

انوارِ ماہتابِ نظیری ہیں ضو فگن
ظلمت ربا ضیائیں ہیں ماہِ تمام کی

قطبِ زماں پیر نظیر احمدؒ آنجناب
رکھیں خبر ہمیشہ ہر اپنے غلام کی

نسبت رسولِ پاکﷺ سے قائم رہے سدا
بس اپنی ہیں دعائیں یہی صبح و شام کی

عالی جناب حضرت ہارون الرشید پر
نظرِ کرم ہے مرشد عالی مقام کی

ان سے ہی ہو رہا ہے معارف کا انکشاف
تفسیر بس یہی ہے نظیری پیام کی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شجرہ مبارکہ طریقتِ نسبتِ رسولی ﷺ منثور (صعودی)

دربار عالیہ موہڑہ شریف

1۔ الٰہی بطفیل حضرت پیر ہارون الرشید صاحب مدظلہٗ العالی

2۔ الٰہی بطفیل حضرت پیر **نظیر احمد** رہبر اعظم طریقت نسبت رسولی ﷺ رحمتہ اللہ علیہ

3۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمد قاسم رحمتہ اللہ علیہ

4۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ نظام الدین (کہیاں شریف) رحمتہ اللہ علیہ

5۔ الٰہی بطفیل حضرت سلطان محمدؒ ملوک رحمتہ اللہ علیہ

6۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ

7۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبدالمجید رحمتہ اللہ علیہ

8۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ گل محمد رحمتہ اللہ علیہ

9۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبدالصّبور رحمتہ اللہ علیہ

10۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ حافظ احمدؒ رحمتہ اللہ علیہ

11۔ الٰہی بطفیل حضرت سیّد عنایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ

12۔ الٰہی بطفیل حضرت شیخ سیّد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

13۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ سیّد محمود رحمتہ اللہ علیہ

14۔ الٰہی بطفیل سیّد عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ

15۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبدالباسط رحمتہ اللہ علیہ

16۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ سیّد شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ

17۔ الٰہی بطفیل امام ربانی مجدّد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

18۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

19۔ الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمد اُملنگی رحمتہ اللہ علیہ

20۔الٰہی بطفیل حضرت مولانا درویش محمدؒ رحمۃ اللہ علیہ

21۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمدؒ زاہد رحمۃ اللہ علیہ

22۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

23۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

24۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ علاؤالدین عطّار رحمۃ اللہ علیہ

25۔الٰہی بطفیل امام الشریعت والطریقت خواجہ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

26۔الٰہی بطفیل حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

27۔الٰہی بطفیل حضرت بابا محمد سمّاسی رحمۃ اللہ علیہ

28۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

29۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

30۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ محمدؒ عارف ریوکری رحمۃ اللہ علیہ

31۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

32۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

33۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

34۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

35۔الٰہی بطفیل حضرت خواجہ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ

36۔الٰہی بطفیل حضرت سیّد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہٗ

37۔الٰہی بطفیل حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما

38۔الٰہی بطفیل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

39۔الٰہی بطفیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

40۔الٰہی بحقِ حضور سیّد المرسلین خاتم النبیّین حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ

برعاجزاں رحم وکرم بفرما۔آمین

کُن منور قلب ِ ما از نیّرِ عرفانِ خویش　　بہرِ ذاتِ پاکِ خود اے خالقِ ارض و سما

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلِّمۡ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نسبت رسولی ﷺ

نعمت ملی ہر اک آپ ﷺ کی درگاہ میں آ کر — بخشش ہوئی دربارِ شہنشاہ میں آ کر
جنت ملی اس منزلِ حق راہ میں آ کر — ممتاز ہوئے حضرتِ ذیجاہ میں آ کر

اب تک یہی مخلوق کا معمول رہا ہے
مقبول خدا آپ ﷺ کا مقبول رہا ہے

نسبت سے ہی صدّیقؓ ہوئے صدق نشاں ہیں — نسبت سے ہی فاروقؓ بنے عدل کی شاں ہیں
نسبت سے ہی عثمانؓ حیا حلم کی کاں ہے — مولا علیؓ نسبت سے ہی مولائے جہاں ہیں

نسبت سے ہی ہے فاطمہؓ زہرا کی فضیلت
نسبت سے ہی حسنینؓ کی سادات کی عزت

نسبت سے ہی بنتے ہیں ولی قطب یہ سارے — ہیں صاحبِ نسبت ہی یہ اللہ کے پیارے
نسبت ہے کہ سُن لیتے ہیں جو ان کو پکارے — یہ بندۂ سرکار ہیں مخدوم ہمارے

منسوب ہیں جو آپ ﷺ سے عزت ہے انہی کی
بخشش ہے انہی کی جنت ہے انہی کی

نسبت پہ ہی صدیقؓ نے جاں اپنی ہے واری — اس پر ہی علیؓ چھوڑتے ہیں فرض گذاری
سمجھا۔ کہ ہے دیں نیند میں راحت کو تہاری — اور اصل میں دیں ہے بھی یہی جاں نثاری

جاں جائے۔ قضا عصر ہو۔ فرض اور بھی چھوٹیں
رشتے نہ مگر آپ ﷺ کی نسبت کے یہ ٹوٹیں

ہر شے ہے فقط آپ ﷺ کی نسبت سے مکرّم — بیت اللہ کا وہ سنگ ہے یا چشمۂ زمزم
مکّہ ہے مدینہ ہے یا ہے عرشِ مُعظّم — نسبت سے ہی ہے دینِ الٰہی ہوًا اَتَم

جتنے بھی نبی آئے وہ نسبت سے نبی تھے
کیونکہ وہ نبی آپ ﷺ سے پہلے نہ کبھی تھے

قرآنِ کریم آپ ﷺ کا اعجاز نمایاں — بے مثل کے بے مثل کا بیمثل یہ قرآں
مثل اس کی نہ لا سکتے ہیں جنّ اور نہ انسان — عاجز ہوئے دنیا کے فصیحان و بلیغاں

شانیں ہیں اس کی عجب اس کی جلالی و جمالی
مُردہ دلوں اور مُردوں میں بھی جان ہے ڈالی

(عاجز عنایت اللہ سلیمی)